سوال

(48) مستورات کوٹاکیز سینما وغیرہ دکھانا جائز ہے یا نہیں۔؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مستورات کوٹاکیز سینما وغیرہ دکھانا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مستورات کوایسی جگہ لے جانا ان کی زہنیت پر برا اثر ڈالنا ہے۔

(۱۰ ربیع الاول سنہ ۱٤٥٠ئ)

نوٹ۔

سینما بائیسکوپ۔ فلم آجکل بڑے وسیع پیمانے پر بطور تجارت وروزگار کے اپنایا جا رہا ہے جس میں بے شمار منکرات ہیں۔ ان کی تفصیل کیلئے مندرجہ زیل تشریح ملاحظہ کیجئے۔

تشریح

از قلم حضرت العلامہ مولناٰ ابو الفضل عبدل المنان صاحب دہلوی۔

مغربی دنیا فخر کرتی ہے۔ اور اسے ناز ہے کہ وہ اپنے علوم وفنون سے تمام بنی انسان کو فائدہ پہچا رہی ہے۔ لیکن اہل مغرب نے پہلے کبھی اس بات پر غور کیا ہے کہ ان کے علوم وفنون سے دنیا کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ یورپ کے علوم وفنون اور اس کی ایجادات واختراعات کی منفعت بخشی کے ہم معترف اور قائل ہیں۔ اس نے بری وبحری دشوار گزار راستوں کو آسان کر دیا۔ انسان آسمان پر اُڑنے لگا۔ زمین کی چند مسافتیں چند گھنٹوں میں طے ہونے لگیں۔ چند گھنٹوں میں دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک دم بدم کی خبریں پہنچنے لگیں۔ آدمی ایک جگہ بیٹھا ہوا دنیا بھر کی خبریں سن سکتا ہے۔ یہ سب کچھ بجا لیکن ان فنون وعلوم کی ایجاد واختراع کی روز افزوں ترقی ہی نے یورپ کی جوع الارضی کو اس قدر تیز کر دیا ہے۔ کہ اسے کسی طرح قناعت نہیں ہوتی۔ اصل یورپ نے تقریباً تمام مشرق قوموں کو اپنا محکوم اور غلام بنا لیا ہے۔ اور اگر کوئی قوم خوش نصیبی سے اب تک بچی ہوئی ہے۔ تو نہیں کہا جا سکتا کہ ان کی آزادی بھی کب تک برقرار رہے۔ بہادر حبشیوں کی دردناک تباہی کا جگر پاش منظر بھی ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ حبشیوں کو اطالیوں کی تہذیب و

شائستگی اوران کی شجاعت و مردانگی نے نہیں بلکہ تباہ کن ایجادات واختراعات نے غارت کیا جنگیں پہلے بھی ہوا کرتی تھیں۔ لیکن پہلے نہ اس درجہ ہوس ملک گیری تھی۔ نہ ایسے تباہ کن حالات تھے۔ کہ آناً فاناً میں ساری دنیا کا امن وامان درہم برہم ہوجائے۔ یہ سب یورپ کے علوم وفنون اور نوع بنوع ایجادوں اور اختراعوں کی ہولناکیاں وتباہ کاریاں ہیں۔ یورپ کے علوم وفنون اوراس کی ایجاد اختراع سے صرف امن وامان کو ہی نقصان نہیں پہنچ رہاہے۔ بلکہ مذہب واخلاق اور تہذیب و شرافت کی وہ تباہی ہورہی ہے۔ کہ

الامان واحفیظ

سینما یورپ کی ایک عالم فیب مخرب اخلاق ییجاد ہےپہے تو تصویریں جانداروں کی طرح صرف نقل وحرکت ہی کرتی تھیں لیکن سنا ہے کہ اب وہ باتیں کرنے اور گانے بھی لگی ہیں۔ اس سے اس کی دل آویزی میں بیش از بیش اضافہ ہوگیا ہے۔ یہ ایجاد بھی اپنے اندر بہت سی تباہیوں اور بربادیوں کا سامان رکھتی ہیں۔ جہاں یورپ سے بے شمار وبائیں ہندوستان میں آئیں سینما بھی آیا۔ یورپ کی خوشحالی کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ وہاں مال و دولت کی بارش ہوتی ہے۔ اس کے برعکس ہندوستان مفلس اور قلاش ہے۔ نوے فیصدی آدمیوں کو بھی دونوں وقت پیٹ بھر روٹی نہیں ملتی۔ لیکن سینما کی دلچسپی کا یہ حال ہے کہ دن بھر مذدوری کر کے چار آنے کمانے والا بھی شام کو سینما دیکھے بنا نہیں رہ سکتا۔ خواہ اس کے اہل وعیال رات کو بھوکے سوجایا کرتے ہوں۔ سینما نے جہاں ہندوستان کو مالی تباہی میں دھکیل دیا ہو۔ وہاں ہندوستانی شرافت اور تہذیب کا بھی جنازہ نکال دیا ہے۔ بداخلاقی اور بے حیائی بھی عام کردی ہے۔ اب سینما کی تباہ کاریاں وبرق پاشیاں مردوں سے گزر کر عورتوں تک پہنچ چکی ہیں۔ ہزاروں شریف گھرانے کی بہو بیٹیاں سینما میں فلم دیکھنے جاتی ہیں۔ اور نہایت دیدہ دلیری سے اور ڈھٹائی سے حیا سوز اور مخرب اخلاق مناظر دیکھتی ہیں۔ اور لعنت ہے ان کے شوہروں پر وہ انھیں روکتے تو کیا بلکہ خود لے جاتے ہیں اوران کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ سینما کی ترویج سے پہلے عصمت فروش وآبرو باختہ عورتوں کی مجلس میں کوئی وقعت اور حیثیت نہ تھی۔ لیکن سینما کی برکتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے آبرو باختہ عورتوں کو ایک خاص پوزیشن دے دی ہے۔ اب لوگ علانیہ رنڈیوں کی شان میں قصیدے کہتے ہیں۔ اور مدیران اخبارات ان کی تصویریں اخباروں میں شائع کررہے ہیں۔ ان تصویروں کےنیچے جہاں آراء بیگم۔ زبیدہ بانو۔ اور مختار بیگم۔ اوراسی طرح دوسرے معزز نام درج ہوتے ہیں۔ جن گھروں میں ان زلیل اور فاحشہ عورتوں کا نام بھی لینا گناہ سمجھا جاتا تھا۔ ان گھرومیں انکی تصویریں آویزاں ہیں۔ اورجن مجلسوں میں ان کا تذکرہ مکروہ خیال کیا جاتا تھا۔ انہی مجلسوں میں اب فخریہ ان کے تزکرے کیے جاتے ہیں۔ ان سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ سینما نے ہمارے ملک کی اخلاقی حالت کو کیسے تباہ کیا۔ سینما سے ملک کے نوجوان جس طرح تباہ ہورہے ہیں۔ وہ ناقابل برداشت مصیبت ہے۔ وہ سینما میں ایکٹروں کے دیکھتے ہیں۔ اوراپن زندگی کو بھی ان کی زندگیوں کے سانچے میں ڈھالنے کےلئے بے اختیار ہوجاتے ہیں۔ پھر ان کو اس کا خیال مطلق نہیں رہتا۔ کہ ان کا گھر برباد ہوگا۔ تجارت ملیامیٹ ہوگی۔ تعلیم ادھوری رہ جائے گی۔ وہ سب سے بے پراوہ ہوکر نگارخانوں کا طوف شروع کردیتے ہیں۔ ملک کے دور دراز کے نوجوان کلکتہ اور بمبئی کا سفر کرتے ہیں۔ اور ایکٹر بننے کیلیئے طرح طرح کے نقصانات اور مصائب میں بمتلا ہوجاتے ہیں۔ ان تمام والہانہ ایثار وقربانی سے ان کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہا انھیں کوبرا ورخوش ادا عورتیں کے ساتھ کام کرنے کا اور ساتھ رہنے کا موقع مل جائے۔ یہ تو ہمارے ملک کے نوجوانوں کا حال ہے۔ لیکن ملک کی عورتوں میں یہ جزبہ تیزی سے پیدا ہورہاہے۔ چنانچہ وہ بھی سٹیج پر آنے اوراپنے حسن وشباب اور ناز وادا کی نمائش کرنے کیلیئے بے تاب اور بے قرار ہورہی ہیں۔ ان حالات میں ہندوستان کی شرافت کا اللہ ہی حافظ ہے۔ اخلاق وکردار اور عزت اور شرافت کی بربادی کے ساتھ غریب ہندوستانیوں کی محنت کے پیسے جس طرح ضایع ہورہے ہیں۔ اس کے اندازے کیلیئے فلم۔ ایکٹروں۔ اورایکٹریس کی تنخواہوں پر نظر ڈالیے۔ کسی کی چار ہزار روپے ماہوار کسی کی تین ہزار روپے ماہوار کسی کی دو ہزار روپے ماہوار فلموں کی تیاری کے دوسرے گرانقدر مصارف وہ اس کے علاوہ ہیں۔ اس سے اندازہ کیجیئے کہ فلموں پر کتنا ماہانہ خرچ آتا ہوگا۔ پھر جو سرمایا دار فلمسازی پر اتنا سرمایا خرچ کرتے ہیں۔ وہ اس سے کتنا فائدہ حاصل کرتے ہوں گے۔ اس سے اندازہ لگایئے کہ مفلس ہندوستان کیلیئے سینما کس قدر غارت گر اور تباہ کنہے جرورت کہ علماء کا طبقہ اس طرف توجہ کرے۔ اور اخبارات مقررین واعظین اپنے اپنے حلقہ اثر میں سینما کے نقصانات سے پبلک کو مطلع کر کے اس سے روکنے کی کوشش کریں۔

(اہل حدیث گزٹ۔ دہلی بابت اکتوبر سنہ ۱۹۳۶ئ)

نوٹ۔

جو مسلمان سینما بائسکوپ کا کاروبار کرتے ہیں۔ وہ اسلام کی تعلیم کی روشنی میں اپنے اس دھندے پر غور کریں۔ اور انصاف کی عینک لگا کر دیکھیں۔ کہ ان کا یہ دھندہ حلال ہے یا حرام۔

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد14